REGD No L 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۲ نومبر۔ مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے درد نقرس کی وجہ سے پاؤں میں تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کی طبیعت آج دن پھر اچھی رہی۔ لیکن شام کے بعد ذرا پسینے آنے لگے۔ احباب نواب صاحب موصوف کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سوویٹ جرمنی کے نظر بندی کے کیمپوں کی ناگفتہ بہ حالت

لنڈن ۲۵ نومبر (ریڈیو سے) جرمنی کے سوویٹ علاقے میں نظر بندی کے جو کیمپ قائم ہیں۔ ان کے متعلق قابل اعتماد ذرائع سے بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں سوویٹ فوجی حکام نے اپنے مقبوضہ علاقے میں نظر بندی کے کیمپوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ ان میں بوچن والڈ۔ شاسن ہاؤسن اور باؤٹزن کے رسوائے عالم کیمپ بھی شامل ہیں۔ ان کیمپوں کا سب سے پہلے شکار مشرقی علاقے کے سوشل ڈیموکریٹ تھے۔

اس کے بعد غیر کمیونسٹ پارٹیوں کے ممبر اور پھر ان تاجروں۔ اخبار نویسوں اور طالب علموں کی باری آئی جن کے خیالات و نظریات سوویٹ حکام کو قبول نہیں تھے۔ ایک طالب علم کو اس قصور کی پاداش میں عمر قید کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ کہ اس نے مغربی علاقے کے ایک دوست کو اپنے خط میں سوویٹ ہتھکنڈوں سے باخبر کر دیا تھا۔ ایک اور شخص کو سوویٹ دشمن سرگرمیوں کے الزام میں پچیس سال قید کا حکم سنایا گیا ہے۔ ایسے اشخاص کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ کہ وہ کیمپوں میں پڑے پڑے مر گئے۔ اور سوویٹ فوجی عدالتوں نے بعد میں انہیں بری کر دیا۔ بچوں اور عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد کیمپوں میں بند ہے۔ کچھ بچے تو کیمپوں کے اندر ہی پیدا ہوئے۔ ان کیمپوں کی آبادی روز بروز کم ہو رہی ہے۔ کیونکہ ایک تو اموات کی تیز رفتاری دوسرے دوسرے بیگار کے لئے بہت سے مزدوروں کو روس جلاوطن کیا جا رہا ہے۔ نظر بندوں کی کل تعداد اموات جلاوطنی وغیرہ کے اعداد و شمار سوویٹ حکام نے خفیہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ۱۹۴۵ء سے اس کیمپ میں پچاس ہزار کے قریب لوگ رہ چکے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے چھبیس ہزار مر چکے ہیں نو ہزار کو سوویٹ یونین کو جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ اور دس ہزار رہا ہو چکے ہیں کہا جاتا ہے کہ پچھلے ساڑھے چار سالوں میں دو اور تین لاکھ کے درمیان اشخاص مختلف کیمپوں میں رہ چکے ہیں۔

بلوچستان میں کوئلے کی کانیں

کراچی ۲۵ نومبر۔ بلوچستان میں اس وقت جو ۲۷ کوئلے کی کانیں ہیں۔ حکومت نے انہیں ۱۲ حلقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ان میں سے شارق کا علاقہ اور ایک حلقہ تو حکومت کے پاس رہے گا باقی ۱۱ حلقے کمپنیوں کو دیئے جائیں گے۔ کہ وہ شروع میں دو دو لاکھ سرمایہ پیش کرنے کے بعد کام کو ان مشینوں سے چلائے جن کا مشورہ حکومت دے۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر حکومت کی اس تجویز کو عملی جامہ پہنا دیا جائے۔ تو اکیلے بلوچستان ہی سے ۷ کروڑ ۷۰ لاکھ ٹن کوئلہ نکلا کرے گا۔

پاکستان کے دار الحکومت میں بین الاقوامی اسلامی اقتصادی کانفرنس کا انعقاد

کراچی ۲۵ نومبر۔ آج رات کراچی میں بین الاقوامی اسلامی اقتصادی کانفرنس شروع ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس میں ۱۶ اسلامی ممالک شرکت کر رہے ہیں۔ جو یکجا بیٹھ کر اپنے مشترک اقتصادی مسائل پر غور کریں گے۔ اس میں جن ملکوں کے نمائندے حصہ لیں گے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ترکی۔ مصر۔ شام۔ سعودی عرب۔ ایران۔ عراق افغانستان۔ مسقط۔ عمان۔ الجیریا۔ ٹیونس۔ لیبیا۔ انڈونیشیا۔ عرب لیگ۔ جزیرہ مالدیپ۔ آزاد کشمیر اور پاکستان۔ کانفرنس کو سب سے پہلے وزیر اعظم پاکستان خوش آمدید کہیں گے۔ اس کے بعد پاکستان کے وزیر خزانہ کی افتتاحی تقریر ہو گی۔ افتتاحی اجلاس کے بعد کانفرنس خاص سب کمیٹیوں میں بٹ جائیگی۔ جو مختلف وقتوں کے بعد اکٹھی ہوتی رہیں گی۔ ۲۷ نومبر۔ یکم دسمبر۔ ۴ دسمبر اور ۵ دسمبر کو کانفرنس کے کھلے مکمل اجلاس ہوں گے۔ اور پروگرام کے مطابق ۵ دسمبر کو کانفرنس ختم ہو جائے گی۔ آج تیسرے پہر ایران افغانستان۔ مسقط۔ عرب لیگ۔ ترکی۔ مصر۔ سعودی عرب۔ آزاد کشمیر اور پاکستان کی کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ جس میں ابتدائی قواعد و ضوابط زیر بحث آئے۔ تمام کمیٹیوں میں رابطہ رکھنے کے لئے رہنمائی کی غرض سے تمام وفدوں کے ارکان پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی مقرر کی جائیگی۔ اسی طرح ایک آئینی کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئے گی۔ جو تمام ایوان ہائے تجارت میں اسلامی وفاق کا آئین تیار کرے گی۔ آج یہاں عرب لیگ کے ممبر جلال حسین نے پاکستان کی اقتصادی حالت کو سراہتے ہوئے کہا۔ پاکستان نے انتہائی خوش اسلوبی سے دو سال کے اندر اندر تمام اقتصادی مسائل پر قابو پا کر اب سارے اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والے مسائل کی طرف توجہ مبذول کرنا شروع کر دی ہے۔

حیدر آباد دکن ۲۵ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست حیدر آباد دکن کے نظام نے ریاست کے ہندوستان میں شامل ہونے کے دستاویز پر دستخط کر دیئے ہیں۔

کراچی ۲۵ نومبر۔ کل کراچی میں بین الاقوامی اسلامی اقتصادی کانفرنس میں شامل ہونے والے ترکی کے وفد کے ایک رکن نے کہا۔ ترکی میں پاکستانی پٹ سن کی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے آپ نے کہا۔ ہمارے ملک کو اناج کی ضرورت ہے۔ ہم اس کے عوض پاکستان کو تمباکو دے سکتے ہیں۔

بحیرہ روم کے ساحل پر امن کا ضامن مغرب اقصیٰ

قاہرہ ۲۵ نومبر۔ مجاہد ریف امیر عبد الکریم الخطابی نے اسٹاف کو بتایا۔ کہ بحیرہ روم کے ساحل پر مغرب اقصیٰ کو آزادی ملنے کے بعد ہی امن قائم رکھنے کا یقینی ہو سکتا ہے۔ آپ نے کہا۔ فرانسیسی اور ہسپانوی مغرب اقصیٰ آزادی حاصل کرنے پر مصر ہے۔ اور وہ اسے حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کرے گا۔ لیبیا کی آزادی کے متعلق اقوام متحدہ کے فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ اس کی وجہ سے ملوکیت کے بھوت کا سایہ بحیرہ روم کے ایک وسیع علاقے سے دور ہو جائے گا۔

نہرو اور اشتراکی جماعت

لنڈن ۲۵ نومبر۔ برطانیہ کی آزاد لیبر پارٹی کے ہفتہ وار اخبار سوشلسٹ لیڈر نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں پنڈت نہرو کے ہندوستان کی اشتراکی جماعت کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ پنڈت نہرو نے ایسا کہہ کر بڑی چالاکی سے کام لیا ہے۔ اخبار مذکور نے پنڈت جی کی اس مذمت اور اشتراکی جماعت کی ناکامیوں کو جن کی وجہ سے اسے نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ماسکو کے لئے ایک کھلا دعوت نامہ قرار دیدیا ہے۔ کہ وہ لیڈروں کو گس دے لکھا گیا ہے۔ کہ ایسا کرنے سے اسٹالین پنڈت نہرو کو ان کے خلاف مزید قدم اٹھانے کے ناخوشگوار کام ...

اچھوت لیڈروں کی گورنر سے ملاقات

لاہور ۲۵ نومبر۔ آج مغربی پنجاب شیڈولڈ کاسٹس کے لیڈروں نے ہز ایکسیلنسی سردار عبد الرب نشتر سے ملاقات کی۔ اور اپنی ثقافتی اور ملک دوستی کی سرگرمیوں سے موصوف کو مطلع کیا۔ ہز ایکسیلنسی نے ان لیڈروں کو یقین دلایا۔ کہ پاکستان کی حکومت ہمیشہ اپنے وفاداروں کی دوست رہے گی۔ اور ان سے انتہائی اخوت کا سلوک کریگی۔

ضروری اعلان

نیا اڈا یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

اپنے کرمفرماؤں کی سہولت کے پیش نظر ہم نے اڈا لاہور کو چوک انارکلی کے با رونق تجارتی مرکز متصل چوکی پولیس بیرون لوہاری گیٹ کے قریب منتقل کر دیا ہے۔ مورخہ ۲۵ نومبر سے سرائے سلطان کی بجائے نئے اڈا سے ہماری شاندار بسیں پنڈی بھٹیاں۔ چنیوٹ۔ سرگودھا دیگر مقامات کے لئے لاہور سے مندرجہ ذیل اوقات پر چلیں گی۔

۵½ بجے صبح۔ آٹھ بجے صبح۔ ۱۰½ بجے صبح۔ ۱۲½ بجے دوپہر۔ اور ۲/ بعد دوپہر۔

انہیں اوقات پر سرگودھا سے بھی بسیں جانب لاہور روانہ ہوتی ہیں

نیجر یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ لاہور سے طبع کرا کر ۳۔ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل لاہور

۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء

کس نے جہاد کیا؟

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے قریباً باون سال پہلے رسالہ "تحفہ قیصریہ" میں جو آپ نے ملکہ وکٹوریہ کی شصت سالہ جوبلی پر بطور تحفہ اسکو پیش کیا فرمایا کہ

"دنیا کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں ان کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔ ہمارے لئے آسمانی بادشاہی ہے۔ ہاں نیک نیتی سے سچی خیر خواہی سے بادشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہونچانا ضروری ہے۔"

ملکہ وکٹوریہ صرف یہی نہیں کہ حکومت برطانیہ کے اولین اصول کے مطابق عیسائیت کی محافظ کہلاتی تھی۔ بلکہ جن لوگوں نے اس کی سوانح حیات پڑھی ہے وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ نہایت کٹر عیسائی تھی۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ہی نہیں بلکہ ایک پہلو سے انسان اور ایک پہلو سے خدا مانتی تھی۔ پھر وہ اس وقت کی تمام عیسائی دنیا میں سب سے زیادہ با اقتدار اور سب سے زیادہ طاقتور حکومت کی مالک تھی۔

۱۸۹۷ء عیسوی میں جب اس کی ڈائمنڈ جوبلی منائی گئی۔ تو وہ نہ صرف برطانیہ ہی کی ملکہ کہلاتی تھی بلکہ چالیس سال سے ہندوستان کی بھی شہنشاہ چلی آتی تھی۔ اس لمحہ سے لے کر اس کی وفات تک جو ۱۹۰۲ء میں ہوئی چھیالیس سال کے عرصہ میں اس نے سوائے عیسائیت کے کسی دوسرے مذہب کا پیغام نہیں سنا تھا۔ بے شک وہ یہ تو جانتی تھی۔ کہ اسلام ایک مذہب ہے اور اس کی رعایا میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ لیکن باوجودیکہ مسلمانوں میں بڑے بڑے جید عالم اس وقت بھی موجود تھے۔ اور وہ اپنے طور پر دین کی خدمت بھی کر رہے تھے لیکن یہ فخر سیدنا مسیح موعود علیہ السلام ہی کو حاصل ہوا کہ آپ نے اس نغمہ سرمدی کی دلکش آواز سب سے پہلے پیغام کی صورت میں اس کے کانوں میں ڈالی۔ اور وہ بھی اس وقت جب وہ اپنی قوت و شوکت کے عظیم الشان مظاہرہ میں مشغول تھی۔ اور اپنی دنیاوی جاہ و حشمت کے نشہ کی بلندیوں پر پرواز کر رہی تھی

دنیاداروں نے دنیا کے بیش بہا تحفے اس کی خدمت میں پیش کئے۔ اس کے جشن جواہری میں دنیا کی کیا کیا نعمتیں نہیں پیش ہوئی ہونگی۔ خود ہندوستان کے بڑے بڑے آدمیوں نے راجوں مہاراجوں نے کیا کیا قیمتی اور شاندار ہدیے اس کی خدمت میں نہ ارسال کئے ہونگے ایسے طوفان دنیا پرستی میں قادیان کے اس درویش نے جو بہترین تحفہ ایسی باجبروت ملکہ کی خدمت میں جس کے ایک ایک اشارے پر زر و جواہر نثار ہوتے تھے بھیجنا پسند فرمایا وہ "تحفہ قیصریہ" تھا جس میں اس کٹر عیسائی شہنشاہ کہلانے والی ملکہ برطانیہ کو یہ دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے مردہ خدا کو پوجنا چھوڑ کر حقیقی خدا کی پرستار بن جائے۔ ذرا خود مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے سنیئے۔ آپ اس عظیم الشان تحفہ میں فرماتے ہیں۔

"اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کرکے اسکے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔"

"ایک اور بڑی بھاری مصیبت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے تو اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے بُرے سے بُرے مفہوم کو جائز رکھا۔ لیکن عیسائیوں نے بھی اس بہتان میں کسی قدر شراکت اختیار کی۔ کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل تین دن تک لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی رہا ہے۔ اس بات کے خیال سے ہمارا بدن کانپتا ہے۔ اور وجود کے ذرہ ذرہ پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ کیا مسیح کا پاک دل اور خدا کی لعنت! گو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو۔ افسوس ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی ہو گیا تھا۔

اس وقت ہم یہ عاجزانہ التماس کسی مذہبی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک کامل انسان کی حفظ عزت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اور یسوع کی طرف سے رسول کی طرح ہو کر جس طرح کشفی عالم میں اس کی زبان سے سنا۔ حضور قیصرۂ ہند میں پہونچا دیتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ جناب ممدوحہ اس غلطی کی اصلاح فرمائیں۔ یہ اس زمانہ کی ایک فاش غلطی ہے کہ جبکہ لوگوں نے لعنت کے مفہوم پر غور نہیں کی تھی۔ لیکن اب ادب تقاضہ کرتا ہے۔ کہ نہایت جلدی اس غلطی کی اصلاح کر دی جائے اور خدا اور خدا کے اس اعلےٰ درجہ کے پیارے اور برگزیدہ کی عزت کو بچایا جائے؟

"افسوس اس توہین کو یسوع کی نسبت اس زمانہ میں چالیس کروڑ انسان نے اختیار کر رکھا ہے۔ اے ملکہ معظمہ یسوع مسیح سے تو یہ نیکی کر خدا تجھ سے بہت نیکی کرے گا۔ میں دعا مانگتا ہوں کہ اس کارروائی کے لئے خداتعالےٰ آپ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ کے دل میں القا کرے۔ پلاطوس نے جس کے زمانہ میں یسوع تھا ناانصافی سے یہودیوں کے رعب کے نیچے آکر ایک مجرم قیدی کو چھوڑ دیا۔ اور یسوع جو بے گناہ تھا اسکو نہ چھوڑا لیکن اے ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیرے حضور کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر"!

اس تحفہ میں مسیح موعود علیہ السلام نے کئی دیگر مسائل پر بھی اسلام کے نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔ مگر ہم اس وقت جس بات کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ وہ صرف یہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ دعوےٰ کیا تھا کہ "ہم قلم کے ذریعہ جہاد کریں گے۔ آپ نے اپنے اس دعوےٰ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا یا نہیں؟

بے شک مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس تحفۂ عظیمہ میں جہاں تک اسلام اجازت دیتا ہے آداب و تعظیم کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور اس قیام امن اور آزادی مذاہب کے لئے ملکہ مذکور کا شکریہ بھی ادا کیا ہے لیکن یہ انہوں نے عین قرآن کریم کی ہدایت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کیا اور جادلھم بالتی ھی احسن یعنی ان سے بہترین طریق سے بحث مباحثہ کرو۔ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا۔ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کو فرعون کو دعوت حق دینے کے لئے ارسال فرمایا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ہدایت فرما دی۔ کہ

فقولا لہ قولاً لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ

یعنی فرعون سے تم دونوں نرم بات کہنا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے۔ یا خشیت اختیار کرے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر بھی فخر فرمایا تھا۔ کہ آپ کی پیدائش نوشیرواں جیسے عادل اور نیک بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ حالانکہ نوشیرواں آتش پرست اور مجوسی تھا۔ اسی طرح اگر مسیح موعود علیہ السلام نے ملکہ وکٹوریہ کی تعریف کی ہے۔ اور اس کا شکریہ ادا کیا ہے۔ تو محض اس لئے کہ اس کے عہد میں ہندوستان میں امن و عدل قائم تھا اور ہر ایک کو مذہب کی آزادی نصیب ہوئی خاصکر پنجاب میں جو سکھوں کے قبضہ میں تھا اور مسلمانوں کو جہاں اذان دینے کی بھی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ نے اسی لئے انگریزوں کے خلاف نہیں بلکہ ایک دور دراز کا سفر اختیار کرکے سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ سکھا شاہی میں جو مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت تھی۔ اس سے اس عہد کی تاریخ کے صفحات پر ہیں ایسے عہد ظلم کے بعد انگریزی حکومت ایک نعمت سمجھی گئی تھی اور مسلمانوں نے خاص طور پر اس کا خوشی اور مسرت سے خیر مقدم کیا تھا۔ کیونکہ سالہا سال کے بعد ان کو آرام سے سانس لینا نصیب ہوا تھا یہ محض ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کی عدل پرستی اور امن دوستی تھی جس کی وجہ سے آپ نے اس کی تعریف کی۔ اور اس سے تعاون علی البر کیا۔ ورنہ آپ نے جیسا کہ "تحفہ قیصریہ" سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے نہایت زور سے اس کے عقائد کی مذمت کی۔ اور اسکو قرآن کریم کی تعلیم اور اسلام کی دعوت دی۔ اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ کہ وہ ملکہ کی محبوب ترین ہستی کی (جسکو وہ خدا سمجھ کر پوجتی تھی) خدائی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور اس کو محض ایک بشر اور وہ بھی محض بشر ثابت کر رہے ہیں۔

بے شک اسلام کے دوسرے علماء بھی ایسا کر سکتے تھے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کسی نے کیوں

(باقی دیکھیں صفحہ ۵ پر)

حب اُھرا - اسقاط حمل کا چالیس سالہ مجرب علاج - فی تولہ ۱/۸/ مکمل کورس پونے چودہ روپے ۱۳-۱۲-۰ میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرضوں کی ادائیگی کے متعلق

ایک ضروری اعلان

(رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ)

احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے افراد کو آئندہ قرض صرف صدر انجمن احمدیہ یا تحریک جدید کی معرفت دیا جائے لیکن قرض سے مراد اس جگہ پر روپیہ ہے یا تجارتی اجناس ہیں۔ جو تجارتی اغراض سے دی جاتی ہیں (قرض سے مراد یہ نہیں جیسے کوئی گھر کے روزمرہ اخراجات کے لئے سبزی ترکاری یا گوشت وغیرہ چند گھنٹوں یا چند دنوں کے لئے ادھار لے لیتا ہے)

اگر کوئی دوست اس اعلان کے باوجود ان کو قرض دیں گے تو سلسلہ ایسے قرض کی وصولی میں کسی قسم کی امداد قرضخواہ کو نہیں دے گا۔ نہ اخلاقی نہ عملی۔ اور قضا میں ایسے مقدمات نہیں سنے جائیں گے۔ نہ امور عامہ ایسے قرضوں کی وصولی کے متعلق کوئی کارروائی کرے گا۔ اور نہ خلیفہ وقت ایسی شکائتوں کی طرف کوئی توجہ کرے گا۔ ایسے شخص کو خود قرضدار سے معاملہ کرنا ہوگا یا سرکاری عدالت سے فیصلہ طلب کرنا ہوگا۔

یہ اعلان آئندہ قرضوں کے متعلق ہے۔ جو قرض کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے کسی فرد کو اس سے پہلے دے چکا ہو اسے چاہیئے کہ تین ماہ کے اندر اندر قضا میں بذریعہ ڈاک رجسٹری یا دستی باخذ رسید اپنا مطالبہ پیش کردے۔ اگر درخواست کنندہ کا مطالبہ یہ ہو کہ اس کے قرض کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔ اس کا روپیہ واپس دلایا جائے۔ تو قضا اس پر غور کرے گی اور اگر اس کی درخواست یہ ہو کہ ابھی مدت ختم نہیں ہوئی۔ میرے دعوے کو رجسٹر کر لیا جائے۔ تاکہ اگر مدت کے ختم ہونے پر میرا روپیہ ادا نہ ہوا تو میں قضا میں نالش کر سکوں۔ تو ایسے شخص کے دعوے کو رجسٹر کر لیا جائے گا۔ اور مناسب وقت پر اگر دعویٰ کیا گیا۔ تو قضا اس دعوے کو سنے گی لیکن سرکاری عدالت یا قضا کے سوا اور کوئی راستہ بھی ان لوگوں کے لئے کھلا نہیں۔

جو لوگ ایسے امور میں مجھے خط لکھتے ہیں۔ ان پر میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ نہ میں نے کسی کو قرض دلوایا ہے۔ اور نہ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ میں کسی ایسی شکایت پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ایسی شکایتوں کے ازالہ کے دو ہی طریق ہیں۔ یا تو اوپر کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق قضا سے فیصلہ چاہنا یا سرکاری عدالت سے فیصلہ کروانا

میں اپنی اولاد کے متعلق ایک استثنا کر دینا چاہتا ہوں۔ چونکہ اولاد باپ کی وارث ہوتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری اولاد میں سے کسی نے کوئی ایسا قرض لیا ہو۔ تو مجھے کوشش کرنی چاہیئے کہ اس اولاد کے ورثے میں سے اگر کوئی ہو تو ایسا قرض ادا کرنے کی کوشش کروں۔ گو شرعاً اور قانوناً یہ مجھ پر واجب نہیں۔ لیکن میں اخلاقی طور پر اس حد تک کہ میرے قرضخواہوں کو نقصان نہ پہنچے۔ یا میری دوسری اولاد کو نقصان نہ پہنچے کوشش کرونگا کہ میری مقروض اولاد کے قرضے میرے قرضوں کی ادائیگی کے بعد اگر کوئی جائداد بچے۔ تو قرضدار بیٹے کے حصہ کی حد تک اس کا قرضہ ادا کر کے اسے ورثہ سے محروم کر دوں۔ پس جن لوگوں نے مرزا ناصر احمد۔ مرزا مبارک احمد۔ مرزا منور احمد کو کوئی قرضہ دیا ہوا ہو۔ تو وہ علاوہ قضا کو اطلاع دینے کے مجھے بھی اطلاع دیں۔ تاکہ میں ذاتی طور پر بھی ان کے قرضوں کی ادائیگی کی کوشش کروں۔

مرزا محمود احمد۔ (خلیفۃ المسیح الثانی)

---

۳۰ نبوت ۱۳۲۸ ہش (۳۰ نومبر ۱۹۴۹ء)

مسجد مبارک ربوہ کے چندے کی رقوم بہرحال ۳۰ نومبر تک مرکز میں پہنچ جانی چاہئیں۔ سیکرٹریان مال کے پاس اگر اس چندہ کی رقوم جمع ہوں تو فوراً مرکز میں بھجوا دیں۔

(نظارت بیت المال)

افریقہ کے بعض آدم خور قبائل میں احمدی مبلغ

دعائے استخارہ کا فوری اثر!

(از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب فاضل مبلغ سیرالیون)

میں دعائے استخارہ کے متعلق مکرم محترم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا مضمون جو الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے پڑھ رہا تھا۔ کہ اچانک مجھے اپنا ایک پرانا واقعہ جو ۱۹۴۲ء میں افریقہ میں میرے ساتھ گذرا تھا یاد آ گیا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غریب اور مضطر کی دعا کا اثر بعض دفعہ فوری طور پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بھٹکے بندے کو بعض دفعہ فوراً راہ راست پر ڈال دیتا ہے۔

مغربی افریقہ میں سیرالیون کا ملک مجموعی طور پر اب اس رنگ میں غیر مہذب نہیں سمجھا جاتا جیسا کہ پہلے تھا۔ تاہم اب بھی اس ملک کے بعض علاقوں میں پرانی وحشیانہ رسوم و عادات پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ بعض علاقوں میں اب تک cannibalism کے جرائم کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ عام طور پر انسانی گوشت کھانے کی بجائے انسانی ہڈیوں اور چربی کو وہاں کی خفیہ سوسائٹیوں کے ممبران اپنے جادو اور تعویذات وغیرہ یا دیگر مشرکانہ پرانی رسوم کے سلسلے میں استعمال کرتے ہیں۔ بعض مشرک قبائل کا یہ خیال ہے کہ اگر بجائے ویزلین یا کریم منہ پر استعمال کرنے کے انسان کی چربی ointment کے طور پر منہ پر استعمال کی جائے تو چہرہ پر ایسا رعب و رونق اور ہیبت آ جاتی ہے۔ کہ ہر چیف یا ٹارڈا ایسے آدمی سے خود بخود مرعوب رہتا ہے اور حریفوں اور دشمنوں سے مقدمات وغیرہ کے وقت آفیشل کورٹ میں فریق مخالف اور حکام اور ججوں پر بھی رعب چھا جاتا ہے۔ یہ خیال ایک حد تک وہاں کے مسلمانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن وہ ایسے موقعوں پر بجائے انسانی چربی استعمال کرنے کے قرآن کریم کی بعض مخصوص آیات تختی پر لکھ کر اور اسے دھو کر سب موقعہ منہ پر ملنے کے لئے رکھ چھوڑتے ہیں

غرض اس جاہلانہ خیال کے مطابق عموماً مشرک علاقوں کے بڑے بڑے چیف اور باحیثیت انسان چربی اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور جھگڑے یا مقدمات کے وقت اور ڈسٹرکٹ کمشنر یا کسی اور افسر سے ملاقات کے لئے جاتے وقت ضرور اسے بدن پر مل کر جاتے ہیں۔ ملک میں عام طور پر ایسے واقعات یا باتیں زبان زد خلائق رہتی ہیں۔ کہ فلاں شخص اتنے عرصے سے غائب ہے۔ اس کا پتہ نہیں چلتا یا فلاں شخص فلاں جنگل میں ترشت یا سنت وغیرہ کے لئے گیا مگر واپس نہیں لوٹا۔ یا فلاں شخص رات کو اپنے گھر یا گھر میں سویا ہوا تھا مگر صبح سے اب تک گم ہے اور کسی بھوت یا جن کے قابو میں آ گیا ہے۔ یا اسے [illegible] اٹھا کر لے گیا ہے۔ کیونکہ اس نے فلاں Devil کی چھوٹی قسم کھائی تھی وغیرہ وغیرہ

چنانچہ cannibalism یعنی مردم خوری کرنے والے لوگ۔ قتل بھی اسی رنگ میں کرتے ہیں۔ اور عموماً ایسے لوگوں کو کرتے ہیں جو اپنے قبیلے یا شہرت و عزت اور مالی لحاظ سے کمزور اور غریب ہوتے ہیں یا مونا مسافر اور راہگیر ہوتے ہیں اس ملک کے لوگوں سے گورنمنٹ کے ابتدائی معاہدے کی بنا پر وہاں کی خفیہ سوسائٹیوں میں گورنمنٹ عموماً دخل نہیں دیتی۔ سوائے اس کے کہ کوئی ایسی بات ہو جو گورنمنٹ کی پالیسی اور مصلحت کے یا رائج قانون کے صریح خلاف ہو۔ سیرالیون میں بارہ بڑی بڑی خفیہ سوسائٹیاں ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل چار بہت خطرناک سمجھی جاتی ہیں۔

(۱) PORO SOCIETY

(۲) HUMAN BABOON Society لنگور نما سوسائٹی

(۳) Human LEOPARD SOCIETY چیتا نما انسانی سوسائٹی

(۴) Human Alligator Society مگرمچھ نما انسانی سوسائٹی۔

اور ہر خفیہ سوسائٹی کی جس کی برانچ کی ان علاقوں کے ہر قصبے اور گاؤں میں ہے ایک پرانی Sacred جنگل ہوتا ہے جس کی گانی حفاظت اور bush sacredness کو گورنمنٹ اپنے معاہدے کے مطابق تسلیم کرتی ہے۔ وہاں کے رواج کے مطابق اس قسم کی ہر خفیہ سوسائٹی کسی نہ کسی [illegible] کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ جو عموماً انسان نہیں۔ بلکہ ایک [illegible] سمجھی جاتی ہے۔ جو اس سوسائٹی کا محافظ اور نگران خیال کیا جاتا ہے۔ چونکہ ان سوسائٹیوں کو گورنمنٹ تسلیم کرتی ہے۔ اس لئے ان کے قواعد یا رسوم کا ایک حد تک مسلمانوں کو بھی احترام کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ بعض جگہ مسلمان کہلانے والے جو در حقیقت نیم مسلمان یا Semi Pagans ہوتے ہیں۔ ان مشرکانہ سوسائٹیوں کے ممبر بھی ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے اکثریت میں [illegible] سے بہت زیادہ وہ بڑی اور [illegible] شرک کرنا پڑتا ہے۔ ایسے مواقع پر احمدی مبلغین کو بھی [illegible] خفیہ سوسائٹیوں

کی مشترکہ رسوم کے خلاف علانیہ وعظ و پروپیگنڈہ وغیرہ ممنوع ہوتا ہے۔

بعض دفعہ دن کے وقت لوکل چیف کی طرف سے گاؤں میں اعلان ہو جاتا ہے۔ کہ آج رات فلاں وقت فلاں سوسائٹی کے Annual یا استاد وغیرہ اپنے ممبران کے تمام گاؤں میں Native Dance یا دورہ کریں گے۔ اس لئے سوائے اس کے ممبران کے کوئی شخص نہ اس وقت باہر نکلے اور نہ اپنا دروازہ یا کھڑکی کھلی رکھے۔ اس قسم کی ہدایات کی غیر ملکی لوگوں کو بھی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ چنانچہ پھر بعض دفعہ آتش بازی یا مصنوعی گولہ باری کے ذریعے Devil گاؤں میں اپنے داخل ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور لوگ فوراً گھروں میں چلے جاتے ہیں۔ بعض سوسائٹیوں میں صرف عورتوں کو گھروں میں بند رہنے کا حکم ہوتا ہے۔ مرد باہر رہ کر سوسائٹی والوں کا ناچ اور کرتب دیکھ سکتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ساری ساری رات گاؤں میں یہ شغل رہتا ہے۔ اور لوکل شراب خوب استعمال کی جاتی ہے اور ساری رات وہ شیطان اور اس کے ساتھی گاتے بجاتے اور کرتب دکھلاتے رہتے ہیں۔ اس شیطان کی ایک خاص قسم کی بھیانک آواز ہوتی ہے چونکہ وہ ایک ہی وقت میں گاؤں کی مختلف جگہوں سے ظاہر ہوتی ہے سمجھا جاتا ہے کہ وہ شیطان یا استاد ایک ہی وقت میں گاؤں کے چاروں کونوں میں موجود ہے۔ دراصل یہ آوازیں ان کے چند آدمی ہی نکالتے ہیں۔ اور شیطان کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اور عام لوگ ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس قسم کی خفیہ سوسائٹیوں کے لوگ عام طور پر مشرک ہوتے ہیں۔ اور وحشیانہ عادات و خیالات کے ہوتے ہیں اور ان میں تعلیم یافتہ یعنی انگریزی پڑھے لکھے بھی پائے جاتے ہیں مگر نسبتاً کم۔ ان سوسائٹیوں کی خفیہ آفیشل رسوم اور ceremonies میں انسانی چربی اور ہڈیوں کا بہت دخل ہوتا ہے۔ بعض کے متعلق سننے میں آیا ہے کہ وہ انسانی گوشت کھاتے بھی ہیں۔ اس لئے مردم خوری یا خفیہ قتل کے جرائم کا ارتکاب کرنے والے عام طور پر انہی سوسائٹیوں کے ممبران ہوتے ہیں اور چونکہ خفیہ سوسائٹی کا قدیم جنگل میں جہاں مرکز ہوتا ہے کوئی غیر ممبر جا نہیں سکتا۔ اس لئے عموماً ان کے جرائم مخفی رہتے ہیں خصوصاً دار الحکومت سے دور کے علاقوں میں۔ تاہم گورنمنٹ ان جرائم کے انسداد کی پوری کوشش کرتی ہے۔ مجھے یاد ہے ۱۹۴۲ء میں بعض ایسے جرائم کی تحقیق گورنر اور حکومت کے بڑے بڑے افسروں نے خود موقعوں پر پہنچ پہنچ کر اور محنت سے کی تھی۔ اور جرائم ثابت کر کے سیرالیون کے مشرقی صوبے کے چیفوں میں سے تین پیرامونٹ چیفوں کو Deposed اور Sentenced کر دیا تھا۔ اور سات بڑے بڑے مجرموں کو ٹاؤن میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی۔ لیکن اس کے بعد بھی ایسے جرائم کا ارتکاب ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ ڈر اور خوف کی وجہ سے ہماری "بو" کی جماعت کے بعض احباب نے عشاء اور صبح کی نماز میں مسجد میں آنا چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہ دور دور رہتے تھے۔ اور اندھیرے میں چل کر انہیں مسجد آنا پڑتا تھا چنانچہ اس بنا پر مجھے ان دنوں اس امر پر کہ "مومن بزدل نہیں ہوتا" ایک خاص خطبہ دینا پڑا تھا۔ آجکل ایسے واقعات و جرائم پہلے کی نسبت بہت کم ہو چکے ہیں۔

اصل واقعہ کا ذکر

ان ضمنی یا تمہیدی امور کے ذکر کے بعد اب میں اصل واقعہ عرض کرتا ہوں۔ سیرالیون میں بمپا کا ضلع اور اس میں خاص طور پر ننگووا چیفڈم اس قسم کی خفیہ سوسائٹیوں اور خفیہ جرائم میں بہت مشہور ہے۔ چنانچہ اس علاقہ کے گذشتہ بارسوخ اور تعلیم یافتہ پیرامونٹ چیف کو مردم خوری کے جرم میں حصہ لینے یا امداد دینے کی پاداش میں Banished کر کے اس علاقہ سے نکال دیا گیا اور اس کی ساری جائیداد گورنمنٹ نے ضبط کر لی۔ اس چیفڈم میں بھی اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری چند . . . . . مخلص جماعتیں قائم ہیں۔ وہاں کے ایک گاؤں باؤں کوٹوجوں میں ایک لوکل احمدی امام کی تبلیغ سے ۱۹۴۲ء میں ایک جماعت قائم ہو گئی۔ لیکن وہاں کے Regent پیرامونٹ چیف اور گاؤں کے چیف نے اس قدر مخالفت کی کہ ہمارے بعض آدمیوں کو متواتر جرمانے اور قید کی سزاؤں کے علاوہ غصے میں آکر وہاں کی مسجد بھی احمدیوں سے چھین کر بند کر دی اور چونکہ احمدیوں کے سوا وہاں نماز پڑھنے والا کوئی نہ تھا اس لئے وہ مسجد بعد میں گر گئی۔ اس سلسلے میں مجھے ۱۹۴۲ء میں ایک دن اپنے مرکز "بلاما" سے فوری طور پر وہاں جانا پڑا۔ ان دنوں بھی اس علاقہ میں Cannibals اور مردم خوری کے واقعات کی افواہیں کثرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ اور علاقہ کے افریقن عوام بہت خائف و ہراساں اور چوکنا رہتے تھے۔ میں ایک افریقن طالب علم کو ساتھ لیکر بلاما سے چل پڑا۔ ننگووا چیفڈم میں داخل ہونے سے پہلے حد پر ایک احمدی گاؤں تھا۔ وہاں ہم ٹھہرے آرام کیا اور آگے چلنے لگے۔ تو وہاں کے مرد گاؤں میں موجود نہ تھے وہ اپنے کام پر گئے ہوئے تھے۔ عورتوں نے میرے ساتھی لڑکے کو ڈرایا۔ اور کہا اس علاقے میں اس طرح اکیلے نہیں جانا چاہیئے۔ تاہم میں نے اسے جرأت دلائی۔ اور وہ سامان اٹھا کر چل پڑا۔ اس کے بعد ایک اور گاؤں میں پہنچے۔ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ اور ابھی پانچ میل باقی تھے۔ اور راستہ پہاڑی اور دشوار گذار تھا سو وہاں بھی لوگوں نے میرے ساتھی لڑکے کو ڈرایا کہ اس طرح اکیلے سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ چنانچہ وہ اتنا ڈرا کہ راستے میں قدم قدم پر مجھے اس امر پر آمادہ کرنے لگا۔ کہ فی الحال واپس کسی گاؤں میں چل کر ٹھہریں۔ اور جہاں جانا ہے اُن لوگوں کو پیغام بھیج دیں کہ وہ آکر ہمیں لے جائیں مگر معلوم نہیں مجھے بھی کیا خیال آیا میں نے اس کی ایک نہ مانی اور ہم آگے چلتے گئے۔ مجھے یہ یقین تھا کہ ایک مسلح وحشی افریقن بھی ایک اجنبی پر خود کبھی حملہ کرتے ہوئے ڈرتا ہے۔ چنانچہ میں نے بعض انگریزوں سے بھی سنا ہوا تھا۔ کہ مردم خوری کے سلسلے میں افریقنوں کو اب کسی سفید آدمی کے پکڑنے کی جرأت نہیں ہے۔ یا کم از کم کسی

مصلحت کی بنا پر وہ ایسا نہیں کرتے۔ ذاتی طور پر بھی مجھے تجربہ تھا کہ ایک Typical افریقن ایک اجنبی کو اور خصوصاً مسلمان اجنبی کو مقدس گردانتا ہے اس لئے بھی میں واپسی پر آمادہ نہ ہوا۔ اور آگے چلتا گیا۔

وہ دن سخت بارشوں کے تھے۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد یکدم تند ہوا چلنی شروع ہوئی۔ اور بادل آئے اور گرجنے شروع ہو گئے۔ اور آن کی آن میں موسلا دھار بارش نے ہمیں گھیر لیا۔ اس قدر زور کی بارش کہ چند منٹوں میں وہ گہری ڈنڈی جس پر ہم چل رہے تھے پانی سے بھر گئی۔ اور ہمارے تمام کپڑے اور سامان تر ہو گیا۔ ابھی تین میل کے قریب سفر باقی تھا اور صرف ڈیڑھ فٹ کی ڈنڈی کے سوا دونوں طرف اونچے اونچے درخت اور گھنی گھنی جھاڑیاں تھیں۔ اور ڈنڈی چھوٹے چھوٹے ٹیلوں اور وادیوں میں سے گذرتی تھی۔ سامان پر پانی پڑنے کی وجہ سے بوجھ زیادہ بڑھ چکا تھا۔ اور لڑکا یوں بھی بزدل ہو رہا تھا اور اس کا دل پیچھے مڑنے کی طرف مائل تھا اس لئے میں نے اپنا بستر خود اٹھا لیا اور سوٹ کیس جو کہ ہلکا تھا اس کے پاس رہنے دیا۔ اور ہم دونوں نے رب کل شیئ خادمک رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا پڑھتے ہوئے آہستہ آہستہ بھاگنا شروع کیا۔ اس وقت کا منظر اور ماحول بھی ایسا بھیانک تھا کہ ہم کو سامان اٹھا کر اس وقت کا دوڑنا بھی عام چلنے سے غیر معمولی طور پر آسان معلوم ہونے لگا۔ ممکن ہے کچھ خوف اور پھر بارش کی تکلیف اور وقت کی کمی نے ہمارا تھکاوٹ یا دوڑنے کی کوفت محسوس کرنے کی حس و شعور کو مٹا دیا ہو واللہ اعلم۔ چند منٹ کے بعد میں نے مڑ کر دیکھا۔ تو وہ لڑکا غائب تھا۔ مجھے تقریباً تقریباً یقین ہو گیا۔ کہ لڑکے کو کوئی مردم خور یا خفیہ سوسائٹی کی پارٹی جنگل میں سے نکل کر یکدم اٹھا کر لے گئی ہے۔

اس پر مجھے اور زیادہ غم و افسوس ہوا اور ذاتی طور پر بھی خوف آنے لگا خصوصاً یہ کہ لڑکے کی حفاظت کی ذمہ داری بظاہر مجھ پر پڑتی تھی۔ اس پر میں تقریباً ایک فرلانگ تک اسے اونچی اونچی آوازیں دیتا ہوا پھر واپس گیا۔ ادھر ادھر جھانکا مگر اس کا کچھ پتہ نہ لگ سکا۔ میری آواز بھی درختوں میں بارش اور ہوا کے شور وغیرہ میں مدغم ہو کر رہ جاتی تھی۔ اس مایوسی اور ناچاری کی حالت میں میں نے پھر آگے دوڑنا شروع کیا۔

شام ہو چکی تھی۔ اندھیرا چھا رہا تھا۔ دل ڈر بھی رہا تھا۔ راستے میں بعض ٹہنیاں اور بعض جگہ درختوں نے گر کر ڈنڈی کو روکا ہوا تھا۔ ایسے موقعہ پر کھائیوں میں سے ہو کر راستے پر آنا پڑتا تھا۔ بوٹ اور جرابیں پانی اور مٹی سے بوجھل ہو رہے تھے۔ اور بعض دفعہ ٹہنیاں گرنے یا ہلنے سے دل پر دہشت کا سماں طاری ہو جاتا تھا۔ کہ خبر نہیں کون ہے میرے ہاتھ میں صرف ایک معمولی سی چھڑی تھی۔ اس دہشت کے مقابل پر دل کو تسکین بھی تھی اور مسنون دعائیں خیالات کو پراگندہ نہ ہونے دیتی تھیں۔ اور یہ

یقین غالب تھا کہ افریقن سفید آدمی پر (یعنی اجنبی پر) ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ میں اس کیفیت میں اپنا مختصر سا بستر سر پر رکھے تیزی سے جا رہا تھا کہ اچانک اس ڈنڈی کے آگے چار مختصر راستے ہو گئے۔ یعنی جس راستے پر میں جا رہا تھا۔ اس میں سے آگے دو متوازی جہات کی طرف دو ڈنڈیاں نکلتی تھیں۔ اور ایک ڈنڈی عین میرے دائیں طرف سے نکل کر بائیں طرف جا رہی تھی۔ میں اس علاقے میں پہلی بار گیا تھا اور مجھے سوائے اپنی منزل مقصود (گاؤں) کے نام کے اور کچھ علم نہ تھا۔ وہاں مجھے سخت حیرانی ہوئی کیونکہ اب ایسے نازک وقت میں یونہی اندازہ کر کے یا فرض کر کے ایک طرف نکل جانا خطرے سے خالی نہ تھا۔ اس کے مقابل پر صحیح راستہ معلوم کرنے کا اس وقت کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔

دعائے استخارہ کی طرف توجہ

اس وقت دفعۃً مجھے دعائے استخارہ کی طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ میں نے اس یقین سے کہ اللہ تعالیٰ ایک مضطر اور پھر ایک مضطرب مجاہد فی سبیل اللہ کی دعا ضرور سنتا ہے۔ میں نے گھٹنوں کے بل ہو کر بڑے التجائی رنگ میں دو دفعہ دعائے استخارہ پڑھی۔ دعا کرنے سے پہلے کراس کرنے والے راستہ کو نظر انداز کر کے میں نے قرعہ اندازی کی نیت سے دو چھوٹے چھوٹے پتے اٹھا کر اگلے دونوں راستوں کی اُن پر علیحدہ علیحدہ نشان دہی کی اور پھر دونوں ہاتھوں میں انہیں حرکت دے کر بغیر نظر ڈالے اپنے آگے رکھ لئے اور دل میں یہ نیت کی کہ جو پتا دائیں طرف ہوگا وہ دعا کے بعد اٹھاؤں گا اور اسی راستے کو صحیح سمجھوں گا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور دعائے استخارہ کے علاوہ ویسے بھی دعا کی کہ اے اللہ اس وقت تیرے سوا میرا کوئی رہنما نہیں ہے۔ تو ہی مجھے اپنے رحم سے سیدھے راستے پر ڈال دے۔ چنانچہ دعا کرنے کے بعد میں نے دائیں طرف گرا ہوا پتا اٹھا کر دیکھا۔ اس کا نشان دائیں طرف کے راستے کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ اس لئے میں نے آگے کے دائیں طرف کے راستہ کو ہی اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا راستہ سمجھا۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ادھر چل پڑا۔ ممکن ہے شرعاً یا ذوقاً یا عرفاً اس قسم کی قرعہ اندازی کا رواج نامناسب اور استخارہ کی روح کے خلاف ہو یا ممکن ہے نہ بھی ہو تاہم اس نازک وقت میں مجھے فوری طور پر استخارہ کی طرف توجہ ہوئی اور یکدم خیال آیا کہ دعا کے بعد اس طرح قرعہ اندازی کر لی جائے اس لئے میں نے اسی طریق کو اس وقت غنیمت سمجھا۔ اگر یہ امر قابل اعتراض ہو تو علماء سلسلہ افادۂ عام کے لئے اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مومن کا ہر کام خدا کے نام سے شروع ہونا چاہیئے

کوئی من گھڑت عدد بسم اللہ کا قائم مقام نہیں بن سکتا

(از حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب ایم ۔اے)

چند دن ہوئے ۔ مجھے ایک معزز غیر احمدی دوست کا خط آیا تھا۔ جس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بجائے ۷۸۶ کا عدد لکھا ہوا تھا۔ کیونکہ ابجد کے اصول کے مطابق یہی بسم اللہ کا عدد بنتا ہے۔ اور اکثر لوگ اس خیال سے کہ کہیں خط یا خط کا پرزہ اِدھر اُدھر گر کر اللہ کے نام کی بے حرمتی کا موجب نہ بن جائے۔ بسم اللہ کے الفاظ ترک کر کے ۷۸۶ کا عدد لکھ دیتے ہیں۔ بہرحال اس معزز غیر احمدی دوست کا خط آنے پر میں نے انہیں ازراہِ نصیحت لکھا کہ ۷۸۶ کے عدد کو بسم اللہ کے مبارک الفاظ سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ اور عرض کیا کہ آپ کو آئندہ اپنی تحریر کے شروع میں ارشادِ نبویؐ کے مطابق بسم اللہ کے الفاظ لکھنے چاہئیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرے اس دوست نے میری اس مخلصانہ نصیحت کو قدر کی نظر سے دیکھا ہوگا۔

اس کے دو تین روز بعد مجھے ربوہ سے ایک احمدی نوجوان کا خط آیا۔ اور مجھے حیرت ہوئی۔ کہ انہوں نے بھی اپنے خط کے شروع میں بسم اللہ کے الفاظ ترک کئے ہوئے تھے۔ بلکہ ۷۸۶ کا عدد بھی ترک کیا ہوا تھا۔ گویا نہ بسم اللہ رہی۔ اور نہ اس کا فرضی قائم مقام رہا۔ میں نے اس احمدی نوجوان کو بھی نصیحت کا خط لکھا۔ کہ اپنی ہر تحریر کو بسم اللہ سے شروع کرنا مسنون طریق ہے۔ اس لئے آپ کو یہ طریق ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ اس نوجوان نے جواب دیا۔ کہ میں نے آپ کے لکھنے پر اصلاح تو کر لی ہے۔ لیکن میں نے بسم اللہ کے الفاظ عمداً ترک کئے تھے۔ کیونکہ بعض اوقات خطوط یا ان کے پرزوں کے اِدھر اُدھر گرنے سے اللہ کے نام کی بے حرمتی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی لکھا کہ میں ہر روز صبح کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرتا ہوں۔ جو گویا سارے دن کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔

مجھے اس احمدی نوجوان کی اس تشریح پر افسوس ہوا۔ کہ بعض نوجوان کس طرح مسنون طریق سے دور چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے غلط خیال پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک ایسی تشریح پیش کر دیتے ہیں۔ جو مضحکہ خیز ہوتی ہے۔ اگر ہر روز صبح کے وقت بسم اللہ پڑھ کر کام شروع کرنا دن بھر کے کاموں کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ "قضائے عمری" کے مفروضہ اصول پر زندگی میں ایک دفعہ بسم اللہ پڑھ لینا ساری عمر کے لئے کیوں کافی نہیں ہو سکتا؟ بلکہ جب ایک بچہ کے پیدا ہونے پر ماں باپ اس کے کان میں اذان دیتے ہیں۔ تو اس اذان کو ہی کیوں نہ ساری عمر کے لئے برکت کا کافی و شافی تعویذ سمجھ لیا جائے۔ افسوس! صد افسوس! کہ لوگوں نے اپنی سستیوں کے لئے کیا کیا بہانے بنا رکھے ہیں۔ قرآن شریف خوب فرماتا ہے۔ کہ کان الانسان اکثر شیئاً جدلاً۔ یعنی انسان اکثر باتوں میں بہانہ ڈھونڈنے کے لئے جھگڑا کھڑا کر دیتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے۔ کہ انہی صاحب نے اپنے خط میں بسم اللہ تو ترک کی تھی۔ لیکن السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے الفاظ ترک نہیں کئے تھے۔ تو کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں جو اللہ کا لفظ آتا ہے۔ اس کے اِدھر اُدھر گرنے سے بے حرمتی نہیں ہوتی؟ کیا صرف بسم اللہ میں درج شدہ لفظ اللہ ہی ایسا ہے۔ کہ اگر اس کا کاغذ اِدھر اُدھر گر جائے۔ تو بے حرمتی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی اور تحریر میں یہی لفظ آیا ہو۔ تو اس کے گرنے سے بے حرمتی نہیں ہوتی؟ تو اب گویا اس خطرہ کی وجہ سے انسان اپنی ساری تحریروں میں اللہ کا لفظ ترک کر دے۔ اور دین سے بالکل خالی ہو کر بیٹھ جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ سب نفس کے بہانے ہیں جو ناواقفی یا سستی یا بے احتیاطی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور بعض کمزور انسانوں کا دل ان پر سہارا لیکر مسنون طریق سے غافل ہو جاتا ہے۔

بات بالکل صاف اور واضح ہے۔ کہ ہمارے ہادی و مرشد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کے دلوں میں خدا کی یاد تازہ رکھنے کے لئے اور نیز اس غرض سے کہ ان کا ہر اہم کام اللہ کے نام سے شروع ہو کر برکتوں کا وارث بنے۔ ہمیں تعلیم دی ہے۔ کہ اپنے ہر کام کو خدا کے نام سے شروع کیا کرو بلکہ یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ کل امرٍ ذی بالٍ لم یبدء ببسم اللہ فھو ابتر۔ یعنی ہر وہ کام جو تھوڑی بہت اہمیت بھی رکھتا ہو۔ اگر وہ خدا کے نام کے بغیر شروع کیا جائے۔ تو وہ روحانی برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو پھر کتنا افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہم ایسے تاکیدی ارشاد کے باوجود اپنی تحریروں میں بسم اللہ کی دعا کو نظر انداز کر کے خود اپنے ہاتھ سے برکتوں سے محرومی کا دروازہ کھولیں۔

اس اہم قولی ارشاد کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عملاً بھی یہی سنت قائم کی ہے۔ کہ ہر ذوبال (یعنی تھوڑی بہت اہمیت رکھنے والی) تحریر کو اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں جتنے بھی خط لکھے۔ اور جو معاہدے بھی کئے۔ ان سب کو خدا کے نام کے ساتھ شروع کیا۔ چنانچہ قیصر و کسریٰ اور مقوقس و نجاشی کے وہ خطوط ہمارے سامنے ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبلیغ کی غرض سے انہیں بھجوائے۔ اور ان سب کو بسم اللہ کے مبارک الفاظ کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی بھی اس فرضی یا حقیقی خطرہ کی وجہ سے بسم اللہ کے الفاظ ترک نہیں کئے۔ کہ شاید یہ تحریر اِدھر اُدھر گر کر بے حرمتی کا باعث بن جائے گی۔ بلکہ تاریخ تو ہمیں یہاں تک بتاتی ہے۔ کہ ایران کے بادشاہ کسریٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک خط غصہ میں آکر ریزہ ریزہ کر دیا۔ (جس کے نتیجہ میں اس کی حکومت خود ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئی) مگر باوجود اس امکانی خطرہ کے کہ میرا خط مخالفین اسلام کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی مبارک سنت کو ترک نہیں کیا۔ لیکن آج کے نوجوان ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بجائے کسریٰ کی سنت کا رستہ دکھا رہے ہیں!! ظاہر ہے کہ ہم صرف اپنے فعل کے ذمہ دار ہیں۔ اور اگر کوئی شخص بے حرمتی کرتا ہے۔ تو وہ اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔ ہم دوسرے کے امکانی فعل سے اپنے اعمال کو ایک بابرکت سنت سے کیوں محروم کریں؟ کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھی زیادہ باغیرت بننا چاہتے ہیں کہ جو امکانی خطرہ آپ کے رستہ میں روک نہیں بنا۔ اسے ہم اپنے رستہ میں روک بنا لیں۔

اسی طرح ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی ہمیشہ یہی سنت رہی۔ کہ اپنی ہر ذوبال تحریر کو بسم اللہ کے ساتھ شروع فرماتے تھے۔ اور کم از کم آخری زمانہ میں جو میری زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ مجھے آپ کی کوئی ایسی تحریر یاد نہیں۔ کہ آپ نے اس سنت کو ترک کیا ہو۔ تو پھر ہم اپنے دو عظیم الشان ہادیوں کی سنت کے خلاف کیوں قدم اٹھائیں؟

یہ خیال کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ ۷۸۶ کا عدد لکھنا کافی ہے۔ کیونکہ ابجد کے اصول کے مطابق بسم اللہ کے یہی اعداد بنتے ہیں۔ ایک لایعنی خیال ہے۔ بھلا بسم اللہ کے مبارک الفاظ کے ساتھ ۷۸۶ کے عدد کو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ جو برکت اور جو عظمت اور جو رحمت خدائے ذوالجلال کا نام اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کے متعلق خیال کرنا کہ وہ ہمارے کسی فرضی اور خیالی عدد کی طرف منتقل ہو سکتی ہے۔ ایک موہوم خیال سے زیادہ نہیں۔ اور وقت ہے۔ کہ مسلمان عموماً اور ہماری جماعت کے دوست خصوصاً اس غفلت کی عادت کو ترک کر کے اس راستہ پر قائم ہو جائیں۔ جو خدا اور اس کے رسول نے ہمیں بتایا اور سکھایا ہے۔

مجھے تو اس بارہ میں یہاں تک احساس ہے کہ میں نے قائدِ اعظم مرحوم کے آخری ایام میں جبکہ وہ کوئٹہ میں تھے۔ ایک خط کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ پاکستان کے سرکاری دفاتر کے لئے ہدایت جاری فرمائیں۔ کہ وہ اپنی محکمانہ خط و کتابت میں بھی ہر تحریر کے شروع میں بسم اللہ لکھا کریں۔ اور جہاں مخاطب مسلمان ہو۔ وہاں السلام علیکم کے الفاظ بھی ضرور لکھا کریں۔ (کیونکہ یہ بھی ایک رسم ہو رہی ہے کہ بعض لوگ السلام علیکم کے الفاظ ترک کر کے صرف "سلام مسنون" کے الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو اسی طرح کی ایک نامناسب حرکت ہے۔ جس طرح کہ بسم اللہ کا ترک ایک نامناسب حرکت ہے) بہرحال میں نے قائدِ اعظم مرحوم کو اس قسم کا خط لکھا تھا۔ مگر اس کے چند دن بعد ہی وہ فوت ہو گئے۔ اور غالباً بیماری کی وجہ سے اس خط کی طرف توجہ نہیں دے سکے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ اگر ہمیں اپنی پرائیویٹ خط و کتابت میں بسم اللہ سے برکت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ تو ایک اسلامی حکومت میں محکمانہ خط و کتابت بھی اس برکت سے محروم نہیں ہونی چاہیئے۔ اور یقیناً ہم اس سنت کی طرف توجہ دے کر اپنے دفتری امور میں بھی ایک قسم کا روحانی اور اخلاقی رنگ پیدا کر سکتے ہیں۔

بہرحال میں اپنے سب دوستوں سے عرض کرونگا۔ کہ وہ اپنی تمام خط و کتابت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اختیار کریں۔ یعنی شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کریں۔ اور اس کے بعد اگر کوئی مسلمان مخاطب ہو۔ تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے الفاظ سے اپنی تحریر کو شروع کیا کریں بشرطیکہ یہ تحریر خط کا رنگ رکھتی ہو۔ ورنہ صرف بسم اللہ لکھنا کافی ہوگا۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ہماری جماعت میں رواج ہے۔ اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ کے ساتھ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم کے الفاظ بھی لکھ دیئے جائیں۔ تو یہ گویا سونے پر سہاگہ ہوگا۔ کہ خدا کے نام کی برکت کے ساتھ رسول پر درود کی دعا بھی شامل ہو جائے گی۔ اور میں تو اپنے عقیدہ کے مطابق نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم کے بعد وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود کے الفاظ بھی لکھا کرتا ہوں۔ لیکن یہ وہ چیز ہے۔ جس کی ہم غیر از جماعت احباب سے توقع نہیں رکھ سکتے۔ مگر بہرحال بسم اللہ اور نحمدہٗ ونصلی تو ہم سب کا مشترکہ ورثہ ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس بابرکت ورثہ سے محرومی کا رستہ اختیار کریں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور ۲۴/۱۱/۴۹

ولادت

مکرم چوہدری نظام الدین صاحب ولد مہر اللہ دتہ صاحب لائل پور کے ہاں اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۲۳ نبوت ۱۳۲۸ ہش بروز بدھ لڑکا عطا فرمایا۔ نومولود جناب منشی عبد الخالق صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ احمد نگر کا نواسہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور دین کے لئے مفید وجود بنائے۔ آمین۔ خاکسار مرزا محمد لطیف اکبر احمد نگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن کا کام

"مومن کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ جب وہ ایک دفعہ لبیک کہہ دے تو پھر خواہ کچھ ہو اسے پورا کرے تا امام یقین کے ساتھ فیصلہ کر سکے کہ میرے پاس اتنی طاقت ہے اور اس سے میں نے مقابلہ کرنا ہے وہ کم ہو یا زیادہ اس کا سوال نہیں۔ کیونکہ دینی کاموں کمی کی وجہ سے حرج نہیں ہوتا۔ لیکن دھوکے سے بڑا حرج ہوتا ہے۔ آپ نے تحریک جدید میں جو وعدہ کیا اسے بہر حال پورا کریں۔ مگر آخری میعاد سے پہلے پہلے ۔ "دین کا کوئی کام بغیر سچ کے چل نہیں سکتا۔ کئی ضروری کام ایسے ہیں جو محض اس وجہ سے چھوڑنے پڑتے ہیں کہ شاید لبیک کہنے والوں میں ایک گروہ گوہ کھانے والی بھیڑیں ثابت ہو۔ ایسا طبقہ گو تھوڑا ہو ایک کثیر جماعت کی قربانیوں کو جو مخلص اور سچی عاشق اللہ تعالےٰ کی ہوتی ہے خراب کر دیتا ہے یا کم سے کم جماعت کی طاقت کو کمزور کر دیتا ہے"

اللہ تعالیٰ کے حضور یہی دعا ہے کہ وہ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ اپنے اس وعدہ کو جو آپ نے اپنی آزاد مرضی اور اپنی خوشی سے اپنے امام کے حضور پیش کیا جسے گیارہ ماہ تو گذر چکے اور اب بارہواں مہینہ جا رہا ہے اس کے پورا کرنے میں ابھی چند دن کا وقفہ ہے پس آپ اس عرصہ میں اپنا عہد پورا کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کریں۔ وکیل المال تحریک جدید ربوہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں ایک مخلص کا خط

"اخبار زمیندار" کے مذاق کا عملی جواب

سیدی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ کل مورخہ ۱۵ / ۱۱ کو کسی آدمی نے بتایا کہ اخبار "زمیندار" نے ایک مضمون لکھا ہے کہ امام صاحب جماعت احمدیہ کے چندہ میں کمی ہو گئی ہے۔ میرے آقا یہ سنتے ہی عاجز کے دل پر ایک چوٹ سی لگی اور دعاؤں میں مشغول ہو گیا کہ اے قادر مطلق خدا تو ہماری جماعت کے لوگوں کو ہدایت دے۔ ہم میں یہ کمزوری تھی تو دشمنوں کو ایسا کہنے کا موقعہ ملا۔ اسدامت کو نماز عشاء میں فرضوں کی تیسری رکعت میں اس عاجز کے دل میں خیال آیا کہ میں اپنا چندہ جو پہلے ۲۵ فیصدی ادا کرتا ہوں اب ۳۳ فیصدی کر دوں۔ مگر پھر چوتھی رکعت میں یہ خیال گذرا کہ عبد السلام ابھی تک تم میں حرص اور لالچ باقی ہے۔ ابھی یہ خیال دل میں آیا ہی تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے دل میں ڈالا گیا کہ تو اپنا سارا الاؤنس جو مبلغ ۵۰/- روپے ہے سب کا سب خدمت دین کیلئے وقف کر دے سو حضور کی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ میرا سارا الاؤنس خدمت سلسلہ احمدیہ کے لئے وقف ہے۔ حضور سے گذارش ہے کہ اس عاجز کے لئے دعا فرمائی جائے کہ خدا تعالےٰ میری اس ادنےٰ سی قربانی کو قبول فرمائے اور اس سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔

خاکسار حضور کا فرمانبردار عبد السلام واقف زندگی جہلم

خُلقِ عظیم

(از مکرم ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل)

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ ہجری میں جب شاہانِ عالم کے نام تبلیغی خطوط تحریر فرمائے تو ان خطوط کے نتیجہ میں مدینہ منورہ مختلف ممالک سے آنے والے وفود کا مرکز بن گیا۔ یہ وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آتے۔ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے۔ اسلام کی تعلیم سے واقفیت حاصل کرتے دینی مسائل کے متعلق گفتگو اور بحث کرتے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے اقوال اور اعمال کا جائزہ لیتے اور جب دولت اسلام سے مالا مال ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں واپس جاتے۔ اور اس دولت کو وہاں کے باشندگان میں تقسیم کرتے۔

اسی سلسلہ میں ۹ھ میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسائل دینیہ پر حضور سے مسجد نبوی میں گفتگو کی۔ اسی اثناء میں ان کے گرجا کا وقت ہو گیا اور وہ مسجد سے اٹھنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آپ اپنی عبادت اسی مسجد میں ادا کر لیں۔ چنانچہ حضور کے اس ارشاد پر انہوں نے مسجد نبوی میں قبلہ رو ہو کر اپنی عبادت ادا کی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی یہ ایک مثال ہے اور یہ اس تعلیم کا ایک نمونہ ہے جسے آنحضور دنیا میں لے کر آئے اور جس کے بارہ میں اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:۔ کہ

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (البقرہ ۲۵۸)

یعنی دین اور مذہب کے معاملہ میں کسی طرح کا جبر روا نہیں ہے۔ ہدایت اور گمراہی کی حدود واضح اور الگ الگ ہیں۔ انسان کو اللہ تعالےٰ نے عقل و فکر عطا کی ہے۔ جس سے وہ ان میں امتیاز کر سکتا ہے وہ جس راستہ کو منتخب کر کے اس پر گامزن ہو اس میں اس کے لئے اس دنیا میں کوئی روک نہیں ہے۔ چنانچہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دیدی۔

اس کے مقابل میں تاریخ اسلام کا ایک دوسرا واقعہ ہے جو خلافت ثانیہ میں پیش آیا۔ سنہ ۱۶ھ میں جب بیت المقدس میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں معاہدہ مرتب ہونے لگا تو وہاں کے عیسائیوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق وہاں تشریف لا کر اس معاہدہ میں شمولیت فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع بھجوائی گئی تو آپ نے اکابر صحابہ سے مشورہ کرنے کے بعد اس تجویز کو منظور فرما لیا اور بیت المقدس تشریف لے گئے۔ دوران قیام میں آپ ایک دن عیسائیوں کے گرجا کا معائنہ کر رہے تھے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ وہاں کے پادری نے عرض کیا کہ نماز گرجا میں ہی ادا فرما لیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اس خیال سے وہاں پر نماز ادا نہ کی کہ مبادا آئندہ نسلیں حکومت و اقتدار کی وجہ سے اس فعل کو حجت بنا لیں اور بعد میں اس گرجا کو مسجد میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس خیال کے پیش نظر آپ نے گرجا سے باہر آ کر نماز ادا کی۔

ان دونوں واقعات پر نگاہ ڈالیں تو یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی دو کیفیتیں ہیں۔ ایک طرف آپؐ کے اخلاق کی یہ وسعت ہے کہ غیر قوم کی عبادت کے لئے اپنی مسجد کے دروازے وا کر دیئے اور انہیں اجازت دے دی کہ وہ اپنی عیسائیت کے طریق پر اس میں عبادت کر لیں۔ اور دوسری طرف جب آپ کے خدام کو اسی قسم کے معبد میں نماز کا وقت آ جاتا ہے اور گرجا والے وہاں پر نماز ادا کرنے کی پیشکش کرتے ہیں تو آپ کا جانشین اس خیال سے اسے قبول نہیں کرتا کہ کہیں بعد میں مسلمان اپنی حکومت کی وجہ سے اس پر تسلط نہ جما لیں اور اس طرح غیر قوم کے دل کو ٹھیس نہ لگے۔ یہ احتیاط بھی خلق نبوی کا ایک پرتو تھی۔ جس کا ظہور آپ کے جانشین سے ہوا۔ بانیٔ اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے یہی اخلاق تھے۔ جن سے ایک ربع صدی میں دنیا میں تہلکہ مچ گیا اور نہایت قلیل عرصہ میں اسلام عرب کی سرزمین سے نکل کر اکناف عالم میں پھیل گیا۔ صلے اللہ علیہ وسلم

ولادت

مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۲ء۔ خاکسار کے ہاں ایک لڑکی کے بعد خدا تعالےٰ نے ایک فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ مولود کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ اسے اسلام اور احمدیت کا سچا خادم بنائے۔۔ آمین

خاکسار محمد زاہدی فضلی

انچارج احمدیہ یونیورسٹی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے قائم شدہ

یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی جودھامل بلڈنگ لاہور

کسی مارکیٹ سے کسی قسم کا مال خصوصاً اجناس کریانہ یا خشک میوہ جات وغیرہ خریدنے سے پہلے آپ اپنے فائدہ کے لئے ہم سے اس کا نرخ معلوم کر لیا کریں۔ نیز اپنے مال کو آڑھت پر فروخت کرنے کے واسطے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھاویں۔ لاہور۔ کوئٹہ۔ کراچی کی منڈیوں میں نہایت باموقعہ جگہوں پر ہماری آڑھت کی دوکانیں ہیں۔ جہاں پر آپ کا مال معمولی معاوضہ پر سٹاک بھی کیا جا سکتا ہے۔ تجار اور سرمایہ دار حضرات ہمارے اس اعلان کے خاص طور پر مخاطب ہیں۔

پتہ جات

(۱) یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی اکبری منڈی لاہور (۲) یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی قندھاری بازار کوئٹہ

(۳) یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی تاج چیمبر کھوڑی گارڈن کراچی

وکیل التجارۃ للتحریک الجدید جودھامل بلڈنگ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ ۳

نہ کیا؟ کیوں کسی نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام نہ دی؟ کوئی ہے جو اس کا جواب دے؟

کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگن عشق؟
ہے مکرر لب ساقی پہ صلا میرے بعد

سنت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق کس نے بادشاہوں کو دعوت حق دی؟ مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفا کے سوا کسی نے نہیں کسی نے نہیں

یہ قلم کا جہاد کرنے والوں کا ادنےٰ کارنامہ ہے۔ اس کے مقابل تلوار کے جہاد کے مدعی بھی کوئی اپنا کارنامہ پیش کریں۔ کیا عوام مسلمان ان سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے؟

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے

مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری
پرنسپل جامعہ احمدیہ
کی تازہ تصنیف
مقامات النساء فی الحدیث
یعنی خواتین کے متعلق احادیث کا انتخاب
یہ کتاب جلسہ سالانہ پر نہایت آب و تاب سے شائع ہو رہی ہے
کتابت طباعت دیدہ زیب کاغذ بہترین سرورق مطبوعہ بلاک
قریباً ڈیڑھ سو صفحات قیمت صرف عہ کتاب وی پی نہ ہوگی
ادارہ علمیہ رام گلی ۳ مکان ۱۸ لاہور

قرآن مجید و شمائل شریف مترجم
قرآن مجید مترجم از حضرت میر محمد اسحٰق صاحب جس کے حاشیہ پر تفسیری نوٹ بھی ہیں۔ مجلد ہدیہ بارہ روپے
شمائل شریف مترجم جس کا ترجمہ حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا کیا ہوا ہے
ہدیہ مجلد ساڑھے سات روپے
ملنے کا پتہ
مکتبہ احمدیہ ربوہ۔ ضلع جھنگ
مکتبہ احمدیہ ۷ رشید سٹریٹ سعدی پارک لاہور

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ
سرمہ نور جو رجسٹرڈ
اور دیگر تمام ادویہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ربوہ سے مل سکیں گی۔
شفاخانہ رفیق حیات ٹرنک بازار سیالکوٹ

چودھری محمد ظفر اللہ خاں کو سائرینیکا آنے کی دعوت دی جائیگی

ایک سیکس۔ ۲۵ نومبر معلوم ہوا ہے کہ سائرینیکا کا وفد امیر سنوسی کی جانب سے چوہدری محمد ظفر اللہ کو دعوت دے گا کہ وہ اسمبلی کے اجلاس کے ختم ہونے پر پاکستان جاتے ہوئے سرکاری طور پر امیر موصوف سے ملاقات کریں۔ توقع ہے کہ امیر خود بھی عنقریب یہ دعوت دیں گے۔ عرب حلقے امیر کی اس تحریک کو نہایت موزوں اور مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نہ صرف لیبیا کے معاملے کے زبردست حامیوں میں سے ہیں۔ بلکہ ایک سچے مسلمان ہیں

معلوم ہوا ہے کہ سائرینیکا کے .... وفد کے قائد بشیر بے سادی نے جنرل رومیو سے درخواست کی ہے کہ وہ لیبیا کے لئے اقوام متحدہ کے کمشنر کا عہدہ قبول کر لیں۔ وہ جب لیبیا پر اسمبلی کی قرار داد کے نتیجے کا شکریہ ادا کرنے کے لئے سرکاری طور پر جنرل کے پاس گئے تھے۔ اس وقت انہوں نے یہ درخواست کی تھی۔

لیبیا کے باشندے رومیو کو کمشنر کے لئے سب سے زیادہ پسند کریں گے۔ کیونکہ وہ چھوٹی اقوام کی آزادی کے بڑے حامی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ رومیو نے اس پیشکش پر غور کرنے کا وعدہ کیا ہے اور اسکو ایک بڑے اعزاز سے تعبیر کیا ہے۔ انہوں نے دونوں سرکردہ مندوبین کی اس رائے سے بھی اتفاق کیا ہے کہ وہ ایک میکسیکن کمشنر کو پسند نہ کریں گے۔ حال ہی میں کہا گیا ہے کہ ارجنٹائن کے اعلےٰ مندوب مسٹر ڈاکٹر آرسی کی پس پردہ کوششوں کا یہی مقصد ہے۔

کمشنر کے عہدے کے لئے کچھ حلقوں میں چوہدری محمد ظفر اللہ کا نام بھی لیا گیا۔ لیکن ان کی حکومت انہیں نہیں چھوڑے گی۔ یہی معاملہ ایران کے انتظام کے ساتھ ہے۔ جس کا نام بھی لیا جا رہا ہے ایک اور امکانی امیدوار ڈاکٹر بنشے ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ اس عہدے کو قبول نہیں کریں گے۔ اسٹار

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

سابقہ نوٹس جس میں این ڈبلیو ریلوے پر غلہ کے ریزرو ڈپوؤں سے زائد غلہ کے ریزرو ڈپوؤں سے غلہ کی فروخت کے لئے ٹنڈر طلب کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ٹنڈروں کی فروخت کی تاریخ میں ۲۵ نومبر کی بجائے ۲۹ نومبر تک توسیع کر دی گئی ہے۔ ۲۹ نومبر تک سربمہر ٹنڈر این ڈبلیو آر کے کنٹرولر آف سٹورز لاہور کو ۲۹ نومبر سنہ ۴۹ء کو ۲ بجے بعد دوپہر تک موصول ہو جانے چاہیں۔ ٹنڈروں کے فارم ۳۰ نومبر کو ۱۱ بجے علی الصبح سنے جائیں گے۔ سابقہ نوٹس میں بھی یہی تاریخ مقرر کی گئی ہے کوئٹہ میں اشتہار کے مطابق فروخت ہونے والے کپڑے کی مقدار حسب ذیل ہے۔

سٹنڈرڈ کلاتھ ۱۳۳۰ گز نان سٹنڈرڈ کلاتھ ۱۸۰۸ گز

ملتان میں دیا سلائی کی مقدار ۵۶۷ گرس کی بجائے ۲۱۱۲ گرس ہے۔ اس کے علاوہ کوئٹہ میں نمک کے ۶۰۴ من موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سکھر میں دھوتی کے کپڑے کے ۶۳۸ گز کی بجائے ۸۲۰۳ گز ہیں

ڈپٹی جنرل منیجر (خوراک)

ماہ نومبر سنہ ۱۹۴۹ء میں

آپ کا چندہ الفضل ختم ہے سالانہ قیمت ۲۱ روپے ششماہی قیمت ۱۱ روپے سہ ماہی چھ روپے ہے آپ مہربانی فرما کر مذکورہ بالا شرح کے مطابق قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اس طرح وی پی کے اخراجات بچ جائیں گے اگر دس دن تک قیمت دفتر ہذا میں نہ پہنچی۔ تو مجبوراً وی۔ پی بھی واپس فرما دیا تو پھر آپ کا اخبار مجبوراً تا وصولی قیمت روکنا پڑے گا (مینیجر الفضل)

نمبر	نام	تاریخ
۱۲۱۷۴	عبد الستار غلام اصغر صاحب	۳۰ نومبر
۲۱۷۷۱	مقبول احمد صاحب اینڈ کمپنی	۲۵ ″
۲۱۷۷۶	مولوی مسیح الدین صاحب	۲۷ ″
۲۱۷۷۸	زکی جنرل سٹور	۲۶ ″
۲۱۷۸۱	علی احمد صاحب سندھو	۲۸ ″
۲۱۷۸۲	منشی عطا محمد صاحب	۲۸ ″
۲۱۹۰۴	بیگم صاحب جناب	۲۵ ″
۲۱۹۰۷	محمد رشید الدین صاحب	۳۰ ″
۲۱۹۰۹	عبد الرزاق صاحب	۳۰ ″
۲۱۹۱۰	مبارک احمد صاحب	۳۰ ″
۲۱۹۱۳	چوہدری رحمت خاں صاحب	۳۰ ″

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا غضب متواتر کیوں نازل ہو رہا ہے
کارڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

دواخانہ خدمت خلق
خالص اور مجرب ادویہ
قادیان سے ہجرت کے ایک لمبا عرصہ بعد دواخانہ خدمت خلق اب پھر ربوہ میں جاری ہو گیا ہے۔ احباب کرام ہر قسم کی ادویہ کارخانہ سے طلب کریں
دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ

محلول خاص مادہ تولید کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے قیمت ایک تولہ دس روپے فہرست مفت منگوائیں دواخانہ نور الدین جودھامل بلڈنگ لاہور